میر انیس

کا

مطبوعہ، لیکن غیر مطبوعہ مرثیہ

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

الحاج پروفیسر ڈاکٹر سیّد منظر حسین کاظمی

منجانب: بزمِ سفیرانِ علم (پاکستان)

تعلیم کی خدمت میں تیسری پشت

شیخ شوکت علی اینڈ سنز
تعلیمی ناشران و تاجرانِ کتب
اُردو بازار ایکسٹینشن، ایم۔ اے جناح روڈ، کراچی
فون: 2-68-75-77

کھولا علم جو خسروِ زرّیں کلاہ نے
رخصت کیا سپاہ کو اکبر کو ماہ نے
(۱)
باندھی کمر نمازِ سحر پڑھ کے شاہ نے
مانگا فرس خدیوِ فلک بارگاہ نے

تیار جان دینے کو چھوٹے بڑے ہوئے
تلواریں ٹیک ٹیک کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے

نکلے حرم سے حضرتِ عباسؑ نیکنام
جھک جھک گئے مصاحبِ حضرتؑ پئے سلام
(۲)
پھر اصطبل سے لائے گئے تیز خو شخرام
ہونے لگا سواریِ مولاؑ کا اہتمام

ارض و سما میں غلغلۂ دور باش تھا
جاروب کش نسیم تھی، خضر آب پاش تھا

وہ صبح اور وہ دشت کی ٹھنڈی ہوا وہ نور
نہ مہر چرخ پر وہ سحر شرق کا ظہور
(۳)
پھولوں کی وہ مہک وہ نسیمِ طیور
فردوس بن گیا تھا جلو خانۂ حضور

حکمِ نگاہ تھا، نہ مگر چشمِ غیر کو
غرفوں سے سر نکالے تھیں حوریں بھی سیر کو

حاضر تھے سب مصاحبِ حضرتؑ قریبِ در
دبتے تھے جن سے آنکھ ملانے میں شیرِ نر
(۴)
خدّام دست بستہ کھڑے تھے جھکائے سر
میداں میں ہنہناتے تھے گھوڑے اِدھر اُدھر

طاؤسِ باغ ان سے کہیں کم تھے اوج میں
پریاں ٹہل رہی تھیں سلیمانؑ کی فوج میں

فوجِ ملک لئے ہوئے جبرئیلؑ نامدار
مجرائیوں کی طرح کھڑے تھے بہ افتخار
(۵)
جن بھی ہوا کے گھوڑ دنیہ تھے اِک طرف سوار
اِک سمت نوحؑ و آدمؑ و یحییٰؑ تھے اشکبار

عیسےٰؑ تو دم بخود تھے محمدؐ اُداس تھے
موسےٰؑ عصا لئے ہوئے در کے پاس تھے

MarsiyaeMarsiya
www.marsiya.com

(۶)

عباسؑ سے یہ پوچھ رہے تھے رفیقِ شاہؑ — ہوئینگے کب محل سے برآمد جہاں پناہ
کہتا تھا اُن سے لختِ دلِ ضیغمِ اِلٰہ — بس اب طلوع ہونے کو ہے فاطمہؑ کا ماہ

روتے ہیں سب وداعِ امامِ دلیر ہے
عصر نہیں، علم کے نکلنے کی دیر ہے

(۷)

مسند پہ جلوہ گر ہیں شہنشاہِ کائنات — زینبؑ دکھاتی جاتی ہیں لاکر تبرکات
تیار ہے نشانِ رسولِ ملک صفات — عباسؑ سے حبیبؓ نے اُسدم کہی یہ بات

ہاتھ آئیگا یہ اوج، یہ جاہ و حشم کسے
کچھ آپ پر کھلا، کہ ملے گا علم کسے

(۸)

عباسؑ نے کہا کہ ابھی کچھ نہیں خبر — مختار ہیں ہر امر کے سلطانِ بحر و بر
قاسمؑ پہ بھی نگاہ ہے، اکبرؑ پہ بھی نظر — چھپکے کھڑے ہیں سامنے آقا کے سب مگر

زینبؑ کے لال کاندھوں پہ تیغیں دھرے ہوئے
کچھ ماں سے باتیں کرتے ہیں آنسو بھرے ہوئے

(۹)

ہیں ظاہرا علم ہی کے لینے میں کچھ کلام — مادر سے چاہتے ہیں سفارش وہ لالہ فام
آیا تھا لب پہ جعفرِ طیارؑ کا بھی نام — لیکن کھڑی ہیں چپ بہ حبیبِ خواہرِ امامؑ

سن لیں نہ شہ یہ سوچ ہے زہرا کی جائی کو
ہر بار دیکھتی ہیں کنکھیوں سے بھائی کو

(۱۰)

ہیں ورثہ دارِ جعفرؑ و حیدرؑ وہ ذی حشم — اچھا تو ہے، جو ان کو ملے عہدۂ علم
سب نے کہا، کبھی نہ یہ باور کریں گے ہم — انکے تو قد بھی چھوٹے ہیں سن بھی بہت ہیں کم

مانا کہ من چلے ہیں، بہادر ہیں، سور ہیں
اس عہدۂ جلیل کے قابل حضور ہیں

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

(۱۱)

حسرت یہ ہے کہ جعفرِ طیّار آپ ہوں
اِس منصبِ بلند کے مختار آپ ہوں
سرخیل فوجِ سیّدِ ابرار آپ ہوں
لشکر کی زیب ہے جو علمدار آپ ہوں

ہم کو بھی آج اوج، تہہِ آسماں ملے
نام و نشانِ مرتضوی کو نشاں ملے

(۱۲)

تھے فوجِ مصطفٰے کے علمدار بوتراب
واللہ حق یہ آپکا ہے اے فلک مآب
جلدی کرے حضور کو اللہ کامیاب
طوبیٰ کے سائے میں نظر آجائے آفتاب

بشّاش ہو کے گرد ہر اک مہ لقا پھرے
آکر خدا کرے اِسی سر پر ہُما پھرے

(۱۳)

بولے جھکا کے سر کو یہ عبّاس نوجوان
ہاں دوست اپنے دوست کے ہوتے ہیں قدر داں
خواہاں میں نام کا ہوں نہ ہوں طالبِ نشاں
یاں فخر ہے غلامیِ سلطانِ انس و جاں

پایا ہے کس نے یہ، مجھے عہدہ جو آج ہے
نعلینِ بادشاہِ اُمم سر کا تاج ہے

(۱۴)

باتیں یہ کر رہا تھا ابھی یاں وہ ذی شعور
اکبر نے جو نکل کے صدا دی بصد سرور
کس جا ہیں عمّو جان؟ طلب کرتے ہیں حضور
تشریف جلد لائیں، کہ کچھ کام ہے ضرور

کہتے ہیں لاؤ ساتھی و غم خوار کو مرے
گھر میں بلاؤ جعفرِ طیّار کو مرے

(۱۵)

بولے یہ شاد ہو کے حبیبِ وفا شعار
کیوں آپ سے نہ کہتے تھے ہم اے فلک وقار
خالق رکھے نشانِ محمدؐ کو برقرار
اب جا کے لیجیے علمِ شاہِ ذوالفقار

چہرہ یہ سن کے سرخ ہوا اُس جناب کا
کھل جائے جیسے پھول چمن میں گلاب کا

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

(۱۶)

جلدی جو سروِ باغِ علیؑ نے قدم اُٹھائے
اکبرؑ نے بڑھ کے کان میں مژدے جو کچھ سُنائے
در تک رفیقِ شاہِ اُمم ساتھ ساتھ آئے
فرطِ خوشی سے حضرتِ عباسؑ مسکرائے

انصارِ باوفا درِ دولت پہ تھم گئے
دو چاند ایک بُرجِ شرف میں بہم گئے

(۱۷)

داخل ہوئے حرم میں جو وہ غیرتِ قمر
پنجے میں خود لئے علمِ شاہِ بحر و بر
تھا آفتابِ فاطمہؑ کرسی پہ جلوہ گر
اور اقربا تھے صورتِ انجم اِدھر اُدھر

کیا اوجِ رایتِ شہِ گردوں جناب تھا
عیسےٰؑ کے ہاتھ میں علمِ آفتاب تھا

(۱۸)

اکبرؑ نے بڑھ کے عرض یہ کی باصد افتخار
بولا یہ مسکرا کے دو عالم کا تاجدار
حاضر ہیں، شیرِ بیشۂ ضرغامِ کردگار
بھائی کہاں تھے تم، اِدھر آؤ کہ میں نثار

کیا بند و بست ہے، جو ٹہلتے ہو۔ تیر سے
آنکھیں ہماری ڈھونڈتی ہیں تم کو دیر سے

(۱۹)

کی عرض اس جری نے کہ یا شاہِ خاص و عام
ہے صبح سے اُدھر تو صفِ آرا، سپاہِ شام
مصروفِ اہتمامِ سواری تھا یہ غلام
شہؑ نے کہا، خدا پہ ہے شاکر یہ تشنہ کام

کیا ڈر، جو واں "چھ لاکھ" سوار اور پیادے ہیں
جو اس طرف ہیں، اُن کے کہو، کیا ارادے ہیں

(۲۰)

غازی نے عرض کی کہ ارادے تو ہیں بڑے
مولا، یقیں یہ ہے کہ بڑا آج رن پڑے
پسپا نہ ہوں گے، سارا زمانہ اگر لڑے
کوفے کے در پہ جا کے حسینیؑ علم گڑے

اِس معرکہ میں لطف ہے تیغ آزمائی کا
دیکھیں حضورؑ چل کے تماشا لڑائی کا

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

حضرتؑ نے مسکرا کے کہا، آگے آیئے — کاندھے پہ، مصطفیٰؐ کے علم کو اٹھایئے
میداں میں بن کے جعفرِ طیارؑ جایئے (۲۱) — شان و شکوہِ ضیغمِ یزداں دکھایئے
ظلِ نشانِ فوج مبارک ہو آپ کو
لیجے، یہ اوج و موج مبارک ہو آپ کو

آئے جو ہاتھ جوڑ کے عباسؑ باکرم — حضرتؑ نے کس خوشی سے عنایت کیا علم
چوبِ علم، جری نے پکڑ کر بصد حشم (۲۲) — سر رکھ دیا حضورؑ کے قدموں پہ ہو کے خم
پھیلائے پیار کرنے کو شاہِ امم نے ہاتھ
شبیرؑ کی دعا کو اٹھائے علم نے ہاتھ

بولے لپٹ کے بھائی سے شاہِ فلک جناب — صدقے میں تیری شان کے اے ابنِ بوترابؑ
عباسؑ نے کہا کہ سلامت رہیں جناب (۲۳) — ذرے کو آج کر دیا مولا نے آفتاب
خادم ہوں، جاں نثار ہوں، خالق گواہ ہے
یہ سب نشانِ پرورشِ بادشاہ ہے

روتے ہوئے بڑھے حرمِ شاہِ ذوالفقار — سب نے بلائیں لیں علمِ شہؑ کی بار بار
آئی صدا کہ اے حضرتِ خاتونِؑ روزگار (۲۴) — عباسؑ میں علم کے فدا اور ترے نثار
شکرِ خدا کہ جعفرِ طیارؑ تم ہوئے
واری! میں خوش ہوئی کہ علمدار تم ہوئے

گردوں پہ جب تلک علمِ کہکشاں رہے — قائم علیؑ کے لال کا نام و نشاں رہے
سرسبز و کامیاب رہے تو جہاں رہے (۲۵) — بیٹا! خیالِ حفظِ امامِ زماں رہے
آئے نہ دھوپ سبطِ رسالتمآبؐ پر
رکھیو علم کی چھاؤں، مرے آفتاب پر

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

جس دن سے کربلا کی زمیں پر رکھا قدم
راحت نہیں ملی مرے بچے کو ایک دم
(۲۶)
غربت کا رنج، فاقوں کا دکھ، پیاس کا الم
دشمن تو ایک جان کے لاکھوں ہیں، دوست کم

گھیرا ہے سرکشوں نے مرے نورِ عین کو
داری! کسی طرح سے بچانا حسینؑ کو

سن کر صدائے فاطمہؑ رونے لگے حرم
بالی سکینہؑ اتنے میں آئی بہ چشمِ نم
(۲۷)
عباسؑ سے کہا کہ مبارک ہو یہ علم
اب بھی نہ پانی لائے تو بولیں گے پھر نہ ہم

سیراب سب ہیں، اک ہمیں پیاسے جہانمیں ہیں
بن پانی دیکھ لیجئے، کانٹے زبانمیں ہیں

آئی ہے تشنہ کامی سے ہر دم لبوں پہ جاں
اللہ! کچھ کسی کو ہمارا نہیں ہے دھیاں
(۲۸)
آلِ رسولؐ پانی کو ترسیں، خدائی شاں
مشکیزہ باندھ دوں میں، جھکا دیجئے نشاں

مرتی ہوں غش پہ غش مجھے آتے ہیں رات سے
للہ، لینے آئیو، پانی فرات سے

بولے گلے لگا کے یہ عباسؑ نامدار
عمو! ہزار جاں سے تری پیاس کے نثار
(۲۹)
مشکیزہ بھر کے لائیں گے، روؤ نہ زار زار
کیا تاب ہے جو روک سکے فوج نابکار

بی بی! غلام عاشقِ اولادِ شاہ ہے
سقائی کی تو خود مجھے مدت سے چاہ ہے

باتیں ابھی یہ کرتے تھے عباسؑ نوجواں
آواز آئی جنگ کے باجوں کی ناگہاں
(۳۰)
صورت بہن کی دیکھ کے با چشمِ خوں فشاں
کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے سلطانِ انس و جاں

حلقے میں یوں حرم نے لیا اس جناب کو
جس طرح گھیرتی ہے کرن آفتاب کو

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

فق تھا قلق سے چہرۂ بانوئے نیک خو
سر ننگے پیٹتے تھے کئی طفلِ ماہرو
حضرتؑ کی دونوں بیٹیاں، دو بہنیں اک بہو (۳۱)
تصویرِ غم کی طرح کھڑی تھیں کشادہ مو
بیتاب تھا یہ دل کہ تسلّی نہ ہوتی تھی
زینبؑ لپٹ لپٹ کے برادر سے روتی تھی

سمجھا کے سب کو گھر سے شہِ انس و جاں چلے
تنہا ہوئے جلو میں حسینی جواں چلے
عباسؑ نامور بھی جھکا کر نشاں چلے (۳۲)
غل تھا، علیؑ کے باغ کے سروِ رواں چلے
وہ رنگ اب کہاں چمنِ روزگار کا
آئی خزاں، بدل گیا موسم بہار کا

پردہ اٹھا کے بڑھ گئے عباسؑ باحشم
نکلا بسانِ مہر، لچکتا ہوا علم
پڑھنے لگے درود جوانانِ محترم (۳۳)
بوسے لئے علم کے سبھوں نے بچشمِ نم
پنجے کی ضو نشانِ تجلّی دکھا گئی
ہر گل کو بو، بہشت کے پھولوں کی آگئی

ناگاہ "ترقّو" کا ہوا قدسیوں میں غل
نکلا بصد شکوہ، شہنشاہِ جزو و کل
زیبِ بدن، قبائے تنِ سرورِ رسل (۳۴)
بالائے سر، عمامۂ رنگیں، بسانِ گل
کاندھے پہ ڈھال، بادشہِ قلعہ گیر کی
قبضے میں ذوالفقار جنابِ امیرؑ کی

خادم نے دی صدا کہ خبردار، ہوشیار
مجرے کو سرنگوں ہوئے بڑھ بڑھ کے جاں نثار
سب کے سلام پیار سے لیکر بصد وقار (۳۵)
گھوڑے پہ تاجدارِ دو عالم ہوا سوار
غل تھا، کبھی نہ کم ترے جاہ و جلال ہوں
حضرتؑ کے دوست شاد، عدو پائمال ہوں

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

جسدم بڑھی سواریٔ سلطانِ بحر و بر — آگے چلے جلوس میں اقبال کر و فر
کھولا فلک نے مہرِ درخشاں کا چتر زر (۳۶) — شہپر کو جبرئیل امیں نے کیا چنور
سب گرد و پیش ماہ کے فوجِ نجوم تھی
ہر سمت "بادشاہ سلامت" کی دھوم تھی

رانوں میں تھے جوانوں کے گھوڑے جو بیقرار — آواز دیتے جاتے تھے "چاؤش" بار بار
باگیں ذرا لئے ہوئے، شیرانِ روزگار (۳۷) — "پیدل" ملاحظہ سے "ادب سے چلیں سوار"
ذرّے نثار دور سے ہوں آفتاب پر
آئے نہ گرد لختِ دلِ بوترابؑ پر

اللہ رے، شاہِ دیں کی سواری کا احتشام — ساتوں فلک ادب سے جھکے تھے پئے سلام
جنّات کا ہجوم، ملائک کا ازدحام (۳۸) — آگے علم لئے ہوئے عباس نیکنام
کیا کیا ہزبر، شیرِ حجازی کیساتھ تھے
جنگ آزما جواں اسی غازی کیساتھ تھے

دائیں طرف حضورؐ کے اکبرؑ سا گل عذار — دکھلا رہا تھا شوکتِ محبوبِ کردگار
بائیں طرف کو قاسمِ ذیشان بصد وقار (۳۹) — جاتے تھے تولتے ہوئے شمشیر آبدار
سہرے کی ہر لڑی پہ تصدق بہار تھی
چہرے سے شانِ حسنِ حسنؑ آشکار تھی

تھے ساتھ ساتھ زینبؑ و مسلمؑ کے نونہال — وہ بھولی بھالی صورتیں، وہ گورے گورے گال
چہرونپہ وہ لٹکتے ہوئے گیسوؤں کے بال (۴۰) — منہ شہؑ کا تکتے جاتے تھے ہر دم وہ خوشخصال
کیا حسن پر بتولؑ کے پیاروں کا غول تھا
خورشید کے جلو میں ستاروں کا غول تھا

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

آیا جو اس جلوس سے رن میں وہ بادشاہ — ذرّے چراغ بن گئے مابین رزم گاہ
دی مہر نے صدا، کہ درخشاں رہے یہ ماہ (۴۱) — ستر دو تن سے لڑ گئی دو لاکھ کی سپاہ
ڈنکا ہوا خدیوِ اُمم کے ورود کا
پڑھنے لگے یہود بھی کلمہ درود کا

بندھتی تھیں یاں صفیں کہ کھلے واں نشانِ فوج — گرجا دہل، علم ہوئیں تیغیں میانِ فوج
نکلے صفوں سے جنگ کو نام آورانِ فوج (۴۲) — گھوڑے دبا دبا کے بڑھے پہلوانِ فوج
چلّوں سے تیرِ ظلم ملے رزم گاہ میں
ہونے لگا کمانوں کا گڑکا سپاہ میں

ناگہ ادھر سے شقۂ فتح و ظفر کھلا — کس شان سے نشانِ شہِ بحر و بر کھلا
تھا شہپرِ ہما کہ سرِ شاہ پر کھلا (۴۳) — مہکی مشام، گلشنِ جنّت کا در کھلا
دامن سے مل کے پھولوں کی چادر ہوا ہوئی
دریا تو عطر، خاکِ شفا لخلخا ہوئی

میداں میں پھر تو چلنے لگے فوجِ شر سے تیر — لائے پیامِ مرگ، پیاپے اُدھر سے تیر
یاں غازیوں کے چھن گئے سینے، یہ بر سے تیر (۴۴) — گزرے کسی کے دل سے کسی کے جگر سے تیر
خوں میں قبائیں بھر گئیں، بے جان ہو گئے
ابرو کماں کئی یوں ہی قربان ہو گئے

لے لے کے پھر تو حکمِ شہِ آسماں وقار — لڑنے لگے امامِ دو عالم کے جاں نثار
واللہ کیا جری تھے، وہ مردانِ سرگزار (۴۵) — لاشوں سے دم میں پاٹ دیا دشتِ کارزار
آخر گلے کٹا کے جہاں سے گزر گئے
نام انکے زندہ رہ گئے، اور آپ مر گئے

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

نکلے وغا کو شہؑ کے عزیزانِ ذی کمال — چمکے زمیں پہ دھوپ سے تارے دمِ جدال
(۴۶)
ٹوٹے اجل نے زینبؑ و مسلمؑ کے چار لال — قاسمؑ بھی زیرِ نعل ہو گئے گھوڑوں سے پائمال

بکھرے پڑے تھے عضوِ تنِ پاش پاش کے
ٹکڑے حسینؑ ڈھونڈتے پھرتے تھے لاش کے

لائے ردا میں باندھ کے لاشے کو جب امامؑ — سر کھول کر نکل پڑیں سیدانیاں تمام
(۴۷)
پرسہ حرم کو دے کے پھرے جب شہِ انامؑ — رو کر قدم پہ گر پڑے عباسؑ نیکنام

صدمے سے رخِ شاہؑ کے زردی سی چھا گئی
آواز صاف دل کے دھڑکنے کی آ گئی

اک آہ بھر کے بیٹھ گئے شاہِ کائناتؑ — بھائی کا ہاتھ اٹھا لیا ہاتھ پر رکھ کے ہات
(۴۸)
فرمایا کیا ہے؟ اے مرے سرمایۂ حیات — بہتے ہیں اشک کس لیے، وہ کونسی ہے بات

گھر کی تو لو خبر کہ حرم نکلے آتے ہیں
لپٹو ذرا گلے سے کہ ہم مرنے جاتے ہیں

بھیا نہیں ہے جینے کے قابل ہمارا حال — پیاسا گلا کٹائے گا اب فاطمہؑ کا لال
(۴۹)
پر جلد لاش اٹھائیو، اتنا ہے یہ خیال — قاسمؑ کی طرح ہم بھی کہیں ہوں نہ پائمال

عباسؑ، کام آئیو، اس تشنہ کام کے
اسوار سنگ دل ہیں بہت فوجِ شام کے

میدان میں فتح ہونے لگے جب یہ بیوطن — گھر سے نکلنے پائے نہ زینبؑ، مری بہن
(۵۰)
میت کو دھوپ میں جو میسر نہ ہو کفن — بھیا، علم کے سائے میں رکھیو، مرا بدن

غارت لباس، بادشہِ انس و جاں نہ ہو
عریاں ہمارا جسم، تہِ آسماں نہ ہو

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

ہے زندگی سے دِل غمِ ابنِ حسنؑ سے سیر
شکرِ خدا کہ مرنے میں اب کچھ نہیں ہے دیر
(۵۱)
دو شیر چھوڑے جاتا ہے، شیرِ خدا کا شیر
اِک تم ہو، دوسرا علیؑ اکبر سا ہے دِلیر
ہے اور کون، آلِ شہِ مشرقین کا
تم گھر سنبھال لیجیو بیکس حسینؑ کا

جوں جوں بیاں یہ کرتے تھے سرورِ رجالِ زار
تھرّا رہے تھے حضرتِ عباسؑ باوقار
(۵۲)
ہر لفظ تھا جگر کے لئے تیغ آبدار
برچھی ہر ایک بات پہ ہوتی تھی دِل کے پار
چہرہ تھا زرد، اشکوں سے مُنھ دھوتے جاتے تھے
اُف اُف قلق سے کرتے تھے اور روتے جاتے تھے

کی عرض، ہاتھ جوڑ کے حضرتؑ سے یا امام
ٹکڑے ہوئے جگر کے یہ چھریاں ہیں یا کلام
(۵۳)
گر آپ ہی نہ ہونگے تو جینے سے کیا ہے کام
مولا، پلٹ کے سر ابھی مر جائے گا غلام
گھر سے نہ کچھ غرض، نہ علاقہ حرم سے ہے
وابستہ خانہ زاد کا دم، اِس قدم سے ہے

مرنے کا اپنے نام نہ لیں آپ برملا
جبتک غلام جیتا ہے، ممکن ہے یہ بھلا؟
(۵۴)
دیکھیں گے ہم چھری کے تلے آپ کا گلا؟
مولا، اُلٹ نہ جائے گا صحرائے کربلا
خنجر کے نیچے حلقِ شہِ دیں پناہ ہو
غارت ہو وہ گھڑی، وہ زمانہ تباہ ہو

روشن ہے آپ پر کہ نمک خوار ہے غیور
شہرہ مری وفا کا ہے عالم میں دور دور
(۵۵)
کچھ دردِ دِل کہوں میں اگر بخشئے قصور
لاشہ مجھے اُٹھانے کو پالا تھا کیوں حضور
قائم رکھے خدا، شہِ عالی مقام کو
مِلتا ہے خوب، آخری عہدہ غلام کو

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

روشن ضمیر آپ ہیں یا شاہِ خوش خصال
ہوگا عیاں حضور پہ خادم کے دل کا حال
(۵۶)
محکوم کو کلام کی حاکم سے کیا مجال
انصاف کی جگہ ہے، اگر کیجیے خیال

درویش فیض پاتے ہیں سلطاں کے سامنے
ملتی ہے داد منصفِ دوراں کے سامنے

لڑکے تو لڑکے لاکھوں سے کر جائیں اپنے نام
جو قابلِ دغا ہے وہ منہ دیکھے، یا امام
(۵۷)
افسوس ہے کہ غیر مصیبت میں آئیں کام
ناکام وہ رہے کہ جو ہو کام کا غلام

کیا لطف جان دیں جو نہ محسن کے واسطے
تلوار میں نے باندھی ہے کسلن کے واسطے

آقا، ہمیں سکھائے تھے کیوں جنگ کے ہنر
خادم کو دی ہے کس لئے یہ تیغ، یہ سپر
(۵۸)
تاکید کیوں تھی تیر لگانے کی اس قدر
کیوں حکم تھا ہلانے کا نیزے کو ہر سحر

"سر غام حرب" نام ہمارا تھا کس لئے؟
چور رنگ کاٹنے کا اشارہ تھا کس لئے؟

حضرت نے یہ ریاض کیا ہے جو ماہ و سال
اسکا ثمر تو دیکھیے، یا شاہِ خوش خصال
(۵۹)
اب گلشنِ بہشت کی ہے آرزو کمال
مولا نہال ہوں جو ملے رخصتِ جلال

کیا کہہ گئے ہیں شیرِ خدا یاد کیجیے
اس سروِ خانہ زاد کو آزاد کیجیے

جلدی ہے اسلئے مجھے یا سرورِ زماں
ہتھیار سج رہے ہیں اودھر اکبرِ جواں
(۶۰)
ابرو پہ بل ہے غیظ سے اور اشک ہیں رواں
صدمہ یہ ہے کہ مر گیا قاسم سا رتبہ داں

کہتے ہیں گو ہجوم ہے ساری خدائی کا
ہم ظالموں سے لیں گے عوض پنج بھائی کا

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

قاسمؑ ہمیں برادرِ عینی سے تھے نہ کم
نکلا ہے آج سامنے آنکھوں کے ان کا دم
(۶۱)
بچپن کا ساتھ چھوٹ گیا، اِکدم میں، ہے ستم
لائیں گے اب کہاں سے چچازاد بھائی ہم

ممکن نہیں کہ قاسمؑ گلگوں قبا ملیں
سر تن سے ہو جدا تو برادر سے جا ملیں

کٹ جائے سروِ باغِ حسنؑ اور ہم جئیں
برباد ہو چچا کا چمن، اور ہم جئیں
(۶۲)
بیوہ ہو ایک شب کی دلہن، اور ہم جئیں
ماتم میں خاک اڑائے بہن، اور ہم جئیں

پیدا ہوئے ہیں جب سے یہ آفت سہی نہیں
واللہ، منہ دکھانے کی جاگہ رہی نہیں

تسہ بولے، خیر ہم نے انھیں رن کی دی رضا
اچھا سدھاریں، فوجِ ستم سے کریں وغا
(۶۳)
بھائی سے ہم کو بیٹے کی الفت نہیں سوا
اکبرؑ جدا ہوں ہم سے مگر تم نہ ہو جدا

پیری میں اس جوان کے لاشے پہ روئیں گے
لیکن، ہم اپنے باپ کی دولت نہ کھوئیں گے

دانستہ ہاتھ بھائی سے دھوتا نہیں کوئی
دولت کو عمر بھر کی ڈبوتا نہیں کوئی
(۶۴)
دل سوز بھائی سا کبھی ہوتا نہیں کوئی
جان اپنی جان بوجھ کے کھوتا نہیں کوئی

چھٹ جائیں سب، مگر تمہیں چھوڑا نہ جائیگا
ہم سے تو اپنے بازو کو توڑا نہ جائے گا

کیا غم جو توڑ جائیں گے اکبرؑ، پدر کی آس
سجادؑ اور اصغرِ مہرو تو ہوں گے پاس
(۶۵)
صدمہ یہی ہے، رنج یہی ہے، یہی ہراس
بھائی کہاں ملے گا؟ ہوئی آپ سے جو یاس

کیا لطفِ زیست، گھٹ گیا جب زورِ ہات کا
بازو قوی رہے تو مزہ ہے حیات کا

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

جلدی کرو نہ تم ابھی اکبرؑ کو جانے دو — بہرِ دغا، شبیہِ پیمبرؐ کو جانے دو
کیا ڈر ہے برچھیوں میں دلاور کو جانے دو (۶۶) — رُو کو اگر انھیں تو برادر کو جانے دو
بھیّا نہ جانیو کہ یہ ظاہر کے پیار ہیں
اکبرؑ بھی تم پہ صدقے ہیں، ہم بھی نثار ہیں

ٹپکا کے اشک آنکھوں سے، بولا وہ لالہ فام — فرما رہے ہیں قبلہ و کعبہ یہ کیا کلام
اک بندۂ حقیر ہوں، یا شاہِ تشنہ کام (۶۷) — اکبرؑ بھی، آپ بھی، مرے آقا ہیں، میں غلام
اولاد خانہ زاد کی صدقے ہے گھر نثار
جاں آپ پر نثار ہے۔ اکبرؑ پہ سر نثار

اب تابِ صبرِ دل کو نہیں، یا شہِ اُمم — شہزادہ جائے مرنے کو، اور چپکے دیکھیں ہم
اکبرؑ کا قتل، قتلِ نبیؐ سے نہیں ہے کم (۶۸) — بابا کو کیا دکھائے گا منھ، یہ اسیرِ غم
فرمائیں گے کہ خلق سے اکبرؑ گزر گیا
عباسؑ نامور نہ سناں کھا کے مر گیا

یا شاہ! رحم کیجیے۔ پیمبرؐ کا واسطہ — شیرِ اللہ کے سرِ انور کا واسطہ
خیر النساءؑ کی روحِ مطہّر کا واسطہ (۶۹) — مر جاؤں گا، نہ روکیے شبرؑ کا واسطہ
دیجے رضائے حرب، تصدق نشان کا
صدقہ سکینہؑ جان کی سوکھی زبان کا

رونے لگے امامِ اُمم، ہو کے بیقرار — پھر جھک گیا قدم پہ علمدار باوقار
کی منّتیں، کہ اے خلفِ شیرِ کردگار (۷۰) — صابر ہیں آپ، صبر بس اب کیجیے۔ میں نثار
ہٹتا کبھی غلام نہ حضرتؑ کے پاس سے
پر کیا کروں کہ مرتے ہیں معصوم پیاس سے

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

سُن لیجئے، کہ خیمے میں برپا ہے شورِ شین — آنکھیں پھرائے دیتا ہے اصغرؑ سا نورِ عین
یہ سوکھی مشک دی ہے، سکینہؑ نے، یا حسینؑ — (۷۱) بھر لاؤں جب اسے، تو مرے دل کو آئے چین
تشویش ہے کہ اور کچھ آفت گزر نہ جائے
شہزادی میری، پیاس کے صدمے سے مر نہ جائے

شہؑ بولے بھائی! بس نہ بہت بیقرار ہو — ہم اب تمہیں نہ روکیں گے کیوں اشکبار ہو
اچھا قبول ہے۔ تمہیں پہلے نثار ہو — (۷۲) دُوسرا اٹھاؤ، چھاتی سے لپٹو، سوار ہو
منزل پہ آ ہی پہنچیں گے، گو تشنہ کام ہیں
کچھ اتنا پیش و پس نہیں، ہم بھی تمام ہیں

اُٹھے قدم کو چوم کے عباسؑ باوقار — دیں سینکڑوں دُعائیں، پھرے گرد سات بار
حضرتؑ لپٹ کے بھائی سے باچشم اشکبار — (۷۳) چلائے ہائے اے مرے بابا کے یادگار
کیونکر نہ دل پہ خنجرِ دردِ محن چلے
میں جانتا ہوں مجھ سے بچھڑ کر حسنؑ چلے

بھیّا، تمہیں یہ جلدی ہے مرنے کی، ہے غضب — لپٹے رہو گلے سے، کہ بھائی ہے جاں بلب
مشکل ہے زیست، روح نکل جائے تن سے جب — (۷۴) عباسؑ، ہم کہاں تمہیں ڈھونڈھینگے جا کے اب
راحت کی شکل کوئی، اجل کے سوا نہیں
تم تو وہاں چلے کہ جہاں کا پتا نہیں

جب ختم ہو چکے یہ غم و درد کے کلام — عباسؑ نامور نے کیا آخری سلام
تھامے کمر، زمیں پہ گرے شاہِ تشنہ کام — (۷۵) بڑھ کر چڑھا فرس پہ وہ صفدر باحتشام
جاہ و جلال خادمِ سرکار بن گئے
اقبال و اوج "غاشیہ بردار" بن گئے

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

تھا شوخ و تند و تیز جو وہ باوفا سمند — مثلِ غزال، دشت میں چمکا، اُڑا سمند
اُترا تو زیر کر کے صبا کو چلا سمند (۷۶) — غُل تھا کہ لو سمندِ ہوا پر چڑھا سمند
کیا تیز رو، یہ اشہبِ گیتی نورد ہے
یاں سُرعتِ بساطِ سُلیماںؑ بھی گرد ہے

تھا کس حشم سے خانۂ زیں پر علیؑ کا لال — جعفرؑ کا دبدبہ، اسدُ اللہؑ کا جلال
شیرِ نبرد، صف شکنِ عرصۂ جدال (۷۷) — خم جس کے زور سے قدِ رستم بہ شکلِ زال
نعرہ کرے تو سام و تہمتن اُچھل پڑیں
پکڑے گلا تو شیر کی آنکھیں نکل پڑیں

تھا مغفرِ سرِ اسدُ اللہؑ زیبِ سر — جس پر رقم تھا سورۂ والفتح سربسر
پہنے ہوئے تھا جوشنِ جعفرؑ وہ شیرِ نر (۷۸) — تیغِ دو دم تو ڈاب میں تھی، دوش پر سپر
ساری علیؑ کی شان تھی اُس خوش صفات میں
تانے ہوئے تھا نیزۂ سرتیز ہات میں

معنی یہ ہوش کے ہیں، اسے کہتے ہیں حواس — لاکھوں سے تھی لڑائی مگر کچھ نہ تھا ہراس
تکتا تھا مثلِ شیر صفوں کو وہ حق شناس (۷۹) — حیدر صدا یہ دیتے تھے آ کر صفوں کے پاس
کس شان سے چلے ہو، فدا ہونے بھائی پر
ہم بھی یوں ہی چڑھے تھے اُحد کی لڑائی پر

آئی جو اس جری کی سواری قریب تر — اِک حشر ہو گیا، یہ تلاطم ہوا اُدھر
کتنے تو بھاگنے لگے، ہتھیار پھینک کر (۸۰) — شعلے کی طرح کانپ گئے، کتنے اہلِ شر
قابو میں راہوار تو کیا دست و پا نہ تھے
لاکھوں تھے، پر حواس کسی کے بجا نہ تھے

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

بعضے یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھو جری کی شان — گویا علیؑ کھڑے ہیں لئے دوش پر نشان
واللہ انتخابِ زمانہ ہے یہ جوان (۸۱) — کیا قہر کی نگاہ ہے، کیا رعب، الامان
غصّے سے ہیں دلیر کے ابرو چڑھے ہوئے
تیور ہیں اس کے شیر سے بھی کچھ بڑھے ہوئے

نابیں ہیں ذوالفقار کی چینِ جبینِ پاک — واں ابروئے نبیؐ بل ہے، ادھر دل ہیں چاک چاک
پلکوں میں ہے ان آنکھوں کی صیدافگنی کی تاک (۸۲) — بستر میں دب کے بیٹھے ہیں دو شیر خشمناک
کیا خونِ زخمِ چشم جو دشمن ہزار ہیں
اب کوئی دم میں مردمِ بد بیں شکار ہیں

رخسار سرخ فام ہیں اور خط ہے مشک فام — پہلو کو آفتاب کے دابے ہوئے ہے شام
یوسف لقا ہیں، حضرتِ عباسؑ نیک نام (۸۳) — تشبیہہ نام دیجیے تو ہے خوبیٔ کلام
لخ بدر اوج حسن ہے کچھ اس میں شک نہیں
ہالہ قمر کے گرد ہے تحت الفلک نہیں

سرخیٔ لب سے گل کو ندامت چمن میں ہے — حیراں ہیں بلبلیں، وہ فصاحت سخن میں ہے
دانتوں سے موتیوں کو خجالت عدن میں ہے (۸۴) — گویا عدن کی ساری بضاعت یمن میں ہے
ہیرے بھلا کب ان کے برابر سفید ہیں
دیکھو صدف تو سرخ ہے گوہر سفید ہیں

حسن و صفا میں گردنِ انور ہے لاجواب — آئینۂ سحر ہے یہاں موردِ حجاب
دیکھو قبا کے پردے میں سینے کی آب و تاب (۸۵) — گویا نقاب ڈالے ہے چہرے پہ آفتاب
سو خوبیاں ہلالِ گریباں کے ساتھ ہیں
خورشید کے گلے میں مہِ نو کے ہاتھ ہیں

Marsiya Marsiya
www.emarsiya.com

(۸۶)

شانے وہ گول گول، وہ بازو بھرے بھرے — کیا تن رہا ہے دوش پہ تیغ دو دم دھرے
ہاتھ ایسے جس نے فوج کے پسپا کیے پرے — پنجہ، وہ جس سے شیر نہ پنجہ کبھی کرے
ناخن وہ، جن میں تیغ کی تیزی مزید ہے
انگلی ہر ایک قفلِ ظفر کی کلید ہے

(۸۷)

باندھے ہے گوڈغا یہ رشکِ قمر کمر — چشمِ خیال سے بھی نہاں ہے مگر، کمر
ہوتا ہوں، غرقِ بحرِ تفکر، کمر کمر — لیکن کسی جگہ نہیں آتی نظر، کمر
کیونکر کہیں نہ راہِ عدم اس کی راہ کو
دیکھا کسی نے ہے کہیں، تارِ نگاہ کو

(۸۸)

اللہ رے، اوجِ رایتِ فرزندِ بوتراب — مہرِ فلک کو جسکے نہیں دیکھنے کی تاب
کہتا ہے سر جھکا کے یہ طوبیٰ بصد حجاب — فخر اس شجر کا جس کا ثمر ہو وے آفتاب
رونق ریاضِ دین کی، علیؑ کے نشاں سے ہے
سرسبزیٔ علم، اسی سروِ رواں سے ہے

(۸۹)

دریا ہے، دامنِ علمِ شاہِ دیں پناہ — ہر موج سے ہے جس کی عیاں رحمتِ الٰہ
گرمی میں سرد سرد ہوا آ رہی ہے، واہ — پرچم پہ زلفِ حور کا ہوتا ہے اشتباہ
بازو ہے کیا قوی علمِ بوتراب کا
پنجہ پھرائے دیتا ہے منہ آفتاب کا

(۹۰)

دامن نہیں علم کا بہشتی کے فرق پر — کھولے ہوئے ہیں جعفرِ طیار سبز پر
پنجہ نہیں، یہ سر پہ ہلالے ہے تاجِ زر — یا شمس ہے حجابِ زبرجد میں جلوہ گر
موسیٰ کو ضو دکھاتا ہے دستِ خدا کا ہاتھ
شہ بال جبرئیل پہ ہے مرتضیٰ کا ہاتھ

Marsiya.eMarsiya
www.emarsiya.com

برپا تھا واں یہ شور کہ گونجا اِدھر سے شیر
اے سرکشانِ شام! لڑائی میں کیا ہے دیر
یاں تین دن کی پیاس میں جینے سے دل ہے سیر (۹۱)
جو منچلے ہوں، سامنے آجائیں وہ دلیر
نعرہ کیا ہے اِس لئے توسن کو روک کے
جرّار وار کرتے ہیں دشمن کو ٹوک کے

واللہ کچھ نظر میں سماتی نہیں یہ فوج
کیا رُعب ہے کہ آنکھ ملاتی نہیں یہ فوج
لاکھوں ہیں گو، پہ دھیان میں آتی نہیں یہ فوج (۹۲)
قابو سے اب تو شیروں کے جاتی نہیں یہ فوج
پنجے میں سب کو قہرِ خدا ہے لئے ہوئے
ہر تن پہ تیغ ہے مری قبضہ کئے ہوئے

فرما کے یہ دلیر نے اُلٹی جو آستیں
اِک جا سمٹ کے ہو گئے دو لاکھ اہلِ کیں
تیغیں کھنچیں بلند ہوئے گرزِ آہنیں (۹۳)
گھوڑے کی جست و خیز سے ہلنے لگی زمیں
ماہی کو زلزلے سے نہ اِک دم فراغ تھا
باجوں کے غُل سے شیرِ فلک بدماغ تھا

Marsiya Marsiya
www.emarsiya.com

ناشوں کی وہ کڑک، وہ دُہل کی صدا مُہیب
آوازِ ترک و رُوم کے باجوں کی وہ عجیب
نغمے سرود و نے کے، وہ ہر غُول کے قریب (۹۴)
ہو جائے مست جن کی صدا سُن کے عندلیب
قرنا جو ایک دیو نے مُنھ سے ملائے تھی
خرطوم پیل مست نے گویا اُٹھائی تھی

آیا جلال، ضیغمِ یزداں کے لال کو
دیکھا غضب سے لشکرِ اہلِ جدال کو
بجلی بنا دیا فرسِ بے مثال کو (۹۵)
پنجہ بڑھا کے مہر نے کھینچا ہلال کو
ڈھالیں دکھا کے خم، سپہرِ شام ہو گئی
دن تھا ابھی اِدھر کہ، اُدھر شام ہو گئی

نعرہ کیا، تو بھول گئے شیر ہمہما — آگے بڑھے تو ڈر سے ہٹی نہر علقمہ
جولاں کیا، تو پھر نہ کسی جا، فرس تھما (۹۶) — پھر آگیا کہیں، کہیں چمکا، کہیں جما
میداں سے، دل میں فوج ستمگر کے جا پڑا
مانندِ شیر، قلب میں لشکر کے جا پڑا

ناگہ سروں پہ تیغ گری شہسوار کی — مارا چمک نے صاعقۂ شعلہ بار کی
آتش بھڑک گئی غضبِ کردگار کی (۹۷) — جلنے لگیں صفیں سپہِ نابکار کی
ہر تن پہ عکس تیغِ دو دم ناگ بن گیا
زخموں میں ناریوں کے لہو آگ بن گیا

ہر وار میں سواروں کے مغفر گرا گئی — لشکر میں جس کا ہاتھ اٹھا سر گرا گئی
جو صف جمی، یہ آکے زمیں پر گرا گئی (۹۸) — دیوارِ آہنی کو برابر گرا گئی
سرسبز دم میں گلشنِ اقبال کر دیا
گردن کشانِ فوج کو پامال کر دیا

تھی زمیں راہِ امن و امان دشمنوں سے دور — ڈر ڈر کے بھاگی جاتی تھیں روحیں تنوں سے دور
اسوار زیں سے دور تھے، زیں توسنوں سے دور (۹۹) — مغفر سروں سے دور تھے، سر گردنوں سے دور
زخموں سے کس کا جسم سراپا چمن نہ تھا
ٹکڑے نہ جس کے ہوں کوئی ایسا بدن نہ تھا

تھی خود میں کبھی، کبھی سرکش کے سر میں تھی — سر پر سے گاہ دوش میں تھی، گاہ بر میں تھی
سینے سے پہلوؤں میں شکم سے کمر میں تھی (۱۰۰) — دل میں کبھی نہاں، کبھی مخفی جگر میں تھی
موقوف اس کی جلوہ گری کچھ یہیں نہ تھی
پھرتی تھی عضو عضو میں، اور پھر کہیں نہ تھی

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

ترچھی چلی جبیں پہ تو ابرو اُڑا دیئے
جس نے گماں کو زہ کیا، بازو اُڑا دیئے
پرتسمہ کر کے، تیر سے پہلو اُڑا دیئے (۱۰۱)
راکب کے پاؤں، گھوڑے کے زانو اُڑا دیئے
غُل تھا کہ ہم تو جنگ میں رستم کو ٹوک لیں
لیکن اجل کے وار کو کس طرح روک لیں

ہر جا لپک لپک کے جو وہ شعلہ خو گئی
میداں سے مثلِ برق چمک چار سو گئی
موذی تڑپ کے مر گئے، جب رو برو گئی (۱۰۲)
بچھو کا ڈنک اُسکو لگا جس کو چھو گئی
جوہر، چھری تھے، منکرِ ایماں کیواسطے
نشتر تھی اسکی نوک رگِ جاں کیواسطے

اُوج اپنا جب دکھا کے وہ ہوتی تھی شعلہ ور
ڈر ڈر کے چرخ روکتا تھا مہر کی سپر
دہشت سے تھرتھراتا تھا مریخ کا جگر (۱۰۳)
گردوں پہ کہہ رہی تھی یہ بجلی کہ "الحذر"
لرزاں اسی کے خوف سے مہرِ مبین ہے
وہ برقِ آسماں ہے، یہ برقِ زمین ہے

پھول اُڑ گئے جو ڈھالوں کے بادل پہ جا پڑی
پھل کٹ گئے جو تیغوں کے جنگل پہ جا پڑی
اسواروں پر کبھی، کبھی پیدل پہ جا پڑی (۱۰۴)
چہرے بدل بدل گئے جس دل پہ جا پڑی
کی دست بردِ کفر کے کوچے اُجاڑ کے
بُت بن گئے لعیں، تو پھری منہ بگاڑ کے

رُکتی نہ تھی وہ سام و تہمتن کے سامنے
کس کس چمک سے جاتی تھی تن تن کیسامنے
تصویرِ مرگ پھرتی تھی دشمن کے سامنے (۱۰۵)
غُل تھا، ارے نہ جائیو۔ ناگن کیسامنے
لپکی تو دم بھی خوف سے مارا نہ جائے گا
زہر اسکا چڑھ گیا تو اُتارا نہ جائے گا

Marsiya Marsiya
www.emarsiya.com

آتش زبان، صاعقہ کردار، شعلہ رنگ — لیلیٰ ادا و سرکش و طنّاز و شوخ و شنگ
سفّاک و کج نہاد و دل آزار و خانہ جنگ (۱۰۶) — ابرو غضب کے، قہر کی چتون، بلا کے ڈھنگ
آفت تھی، دہنے بائیں جو دو ہاتھ چل گئے
ناز و ادا سے آئی جدھر، دم نکل گئے

وہ قد وہ رنگ و روپ، وہ مستانہ اسکی چال — کس بل میں بے نظیر، روانی میں بے مثال
جسکے گلے لگی، وہ اُسی دم ہوا حلال (۱۰۷) — گھائل کوئی تھا، ذبح کوئی، کوئی پائمال
قبضے میں زور، جسم میں نرمی بھری ہوئی
رگ رگ میں مثلِ برق تھی گرمی بھری ہوئی

وہ منھ وہ آب و تاب وہ چم خم وہ بانکپن — وہ نوک جھونک اور وہ چمکتا ہوا بدن
خونِ عدو کا جسم میں وہ سرخ پیرہن (۱۰۸) — وہ چال سر جھکا کے چلے جس طرح دلہن
کیا شان، کیا شکوہ تھی کیا زرق برق تھی
مثلِ عروس، زیورِ جوہر میں غرق تھی

شعلے کی طرح جنگ و جدل میں بڑھی گھٹی — بجلی سی کوند کر، کبھی لپکی، کبھی ہٹی
سو سو سروں کو کاٹ کے سرکی، جدھر ڈٹی (۱۰۹) — ہر صف زمینِ گرم پہ تڑپی، جلی، کٹی
پشتے بندھے ہوئے تھے یہ کشتوں کا حال تھا
جلدی میں دم اجل کو بھی لینا محال تھا

اُڑتے تھے اسکے دم سے شرارے اِدھر اُدھر — گرتے تھے ٹوٹ ٹوٹ کے تارے اِدھر اُدھر
چڑھ چڑھ کے سرتنوں سے اُتارے اِدھر اُدھر (۱۱۰) — دم میں پرے بچھا دیئے سارے اِدھر اُدھر
کوسوں زمیں پہ خون کا چھڑکاؤ کر دیا
برقِ غضب نے فوج کا ستھراؤ کر دیا

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

بڑھ کر جو نیزہ بازوں نے رُو کا دَم مصاف
شہباز سی اُدھر بھی گئی تیغ خوش غلاف
(۱۱۱)
نیزوں کے سر قلم کئے۔ اعدا کے سر شگاف
آگے بڑھی ہزبرِ نیستاں کو کر کے صاف

ناحق گرہ کُشا سے جو لڑنے پہ تُل گئے
باندھے تھے جتنے بند وہ اِکدم میں کھُل گئے

ترکش سے جس نے تیر نکالا بڑھا کے ہاتھ
سمجھے یہ سب کہ ہاتھ میں پہنچا قضا کے ہاتھ
(۱۱۲)
جوڑا کماں میں تیر جو چلّے پہ لا کے ہاتھ
ناوک سمیت اُڑ گئے اہلِ خطا کے ہاتھ

بچنا ہُوا محال ستمگر کی جان کا
گردن میں طوق بن گیا حلقہ کمان کا

رُومیؔ زور نے جو دیا حکمِ قتلِ عام
خوں کی شفق میں ڈوب گئی سب سپاہِ شام
(۱۱۳)
زنگی جو مورچے تھے انھیں کھا گئی حسام
ترکوں کی ایک دار میں ترکی ہوئی تمام

قتل انکو بھی کیا جو ستم فتنہ والے تھے
اور مصریوں کے جسم تو مُنھ کے نوالے تھے

یوں پی گئی لہو کہ نہ اعدا میں دَم رہا
کھائیں صفیں، مگر یوں ہی خالی شکم رہا
(۱۱۴)
لاکھوں تھے، پر نہ ایک بھی لڑنے کو تھم رہا
ہر جا علیؑ کا شیر ہی ثابت قدم رہا

ہر ضرب میں تنوں سے زمیں پاٹتی ہوئی
میداں میں بڑھتی جاتی تھی سر کاٹتی ہوئی

ڈر ڈر کے ہر طرف سے فراری ہوئے سوار
ضیغم چلا ترائی میں چمکا کے راہوار
(۱۱۵)
اونچی ہوئی لچک کے جو شمشیر آبدار
برپا ہُوا یہ شور، لبِ نہر ایک بار

لہرا رہی ہے چاشنی خوں کی چاٹ پر
بھاگو پری نہانے کو اُتری ہے گھاٹ پر

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

یہ شور تھا کہ آن ہی پہونچا وہ بحرِ جود — ساحل پہ ابرِ رحمتِ حق کا ہوا ورود
اللہ رے، شیرِ حیدرِ کرار کی نمود (۱۱۶) — پانی سے ابھریں مچھلیاں پڑھتی ہوئی درود
دامانِ بحر، حسن سے معمور ہو گیا
اِک اِک حباب قمقمۂ نور ہو گیا

دریا میں مثلِ شیر در آیا وہ شہ سوار — پیاسوں کی یاد کرنے لگی دل کو بیقرار
رکھ کر جری نے میان میں شمشیر آبدار (۱۱۷) — کھولا علم سے مشک کو با چشمِ اشک بار
واحسرتا کہ منہ بھی نہ پیاسے نے دھو لیا
مشکیزہ جھک کے نہر سے جلدی ڈبو لیا

راکب نے جب کئے نہ لبِ خشک اپنے تر — رہوار نے بھرا نفسِ سرد اٹھا کے سر
چاہا بہت کہ پانی پیے اسپِ خوش سیر (۱۱۸) — ڈالا نہ اس سمند نے منہ آب میں مگر
انکار تھا بجا فرسِ تیز گام کا
پیاسا تھا تین روز سے گھوڑا امام کا

پلٹا فرات سے وہ بہشتی جو ایک بار — دیکھا کھڑے ہیں نیزوں کو تانے ہوئے سوار
تیروں کو زہ کئے ہیں کماندار ہرزہ کار (۱۱۹) — ہیں سدِ راہ برچھیوں والے کئی ہزار
اِک شور ہے کہ جانے نہ دینا دلیر کو
ہاں اے جوانو! گھیر لو حیدر کے شیر کو

ساحل پہ چمکی برق جو تیغوں کی جا بجا — گھوڑے پہ قبلہ رو ہوئے عباسِ باوفا
مشکیزہ لے کے ہاتھوں پہ حق سے یہ کی دعا (۱۲۰) — بے یار و آشنا کی مدد کیجو اے خدا
سقائی کی ہے یوسفِ زہرا کی چاہ میں
یہ مشک سونپتا ہوں میں تیری پناہ میں

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

گھیرے ہوئے ہیں نہر کو دو لاکھ بد صفات
بندے کی آبرو ہے اس آفت میں تیرے ہاتھ
جس طرح تو نے نوحؑ کو آفت میں دی نجات (۱۲۱)
مجھ پر بھی فضل کر یونہی اے ربِ پاک ذات

سقّے پہ، تشنہ لب پہ، بہشتی پہ رحم کر
پروردگار، پیاسوں کی کشتی پہ رحم کر

جب کر چکا دعا پسرِ ضیغمِ صمد
ہرنے پہ مشک رکھ کے چلا صورتِ اسد
پہنچا جو گھاٹ پر وہ بہشتی بہ جدّ و کد (۱۲۲)
سیفِ دو دم پکڑ کے کہا، یا علیؑ مدد

کس دبدبے سے رخ سوئے تیغ و تبر کیا
ڈھانپا سپر سے مشک کو، سینہ سپر کیا

ہلّہ ہوا ہزاروں کا تنہا پہ، ایک بار
جھپٹے سوئے یمیں، تو کبھی جانبِ یسار
مثلِ حصار، گرد تھے، حلقہ کئے سوار (۱۲۳)
برچھوں سے روکتے تھے جب اڑتا تھا راہوار

تیغا کیا تھا ظالموں نے، دور کو خیر کے
کیونکر نکلتے، لوہے کے دریا کو تیر کے

دیکھا اُدھر جو مڑ کے، تو برچھی لگی اِدھر
رخ اسطرف کیا، تو اُدھر چل گیا تبر
ناوک در آتے سینے میں، آگے بڑھے اگر (۱۲۴)
کھینچے جو تیر، پڑ گئی تلوار پشت پر

کس کس سے کرتے جنگ، عدوِ بیشمار تھے
ان کا تو ایک وار تھا، اُنکے ہزار تھے

جب مشک تاکتا تھا کوئی بانیِ ستم
چھاتی تلے چھپاتے تھے ہرنے پہ ہو کے خم
آتیں سپر پہ نیزوں کی نوکیں جو دم بہ دم (۱۲۵)
بچ بچ کے اُنکو تیغ سے کر دیتے تھے قلم

تن خون میں تر تھا، خشک دہن میں زبان تھی
آنکھیں لڑی تھیں مشک سے، پانی میں جان تھی

MarsiyaeMarsiya
www.marsiyae.com

ہوتا تھا سینہ توڑ کے جب کوئی تیر پار — کہتے تھے مشک بچ گئی، احسانِ کردگار
تیغوں میں "یا حفیظ" کے نعرے تھے بار بار (۱۲۶) — سینے پہ روکتے تھے اُپی برچھیوں کے وار

راحت تھے سب یہ دُکھ، دلِ بیتاب کیلئے
پانی کیا تھا اپنا لہو، آب کیلئے

یاں وہ دلیر جھیل رہا تھا لڑائی کو — واں کرب تھا فلک سے شہِ کربلائی کو
ہر دم پکارتے تھے، یہ زہرا کی جائی کو (۱۲۷) — گھیرا ہے ظالموں نے بہن، میرے بھائی کو

جھنکار میں سن رہا ہوں میں تیغوں کی دیر سے
تلوار چل رہی ہے ترائی میں شیر سے

نیزوں کے وار کرتے ہیں تنہا پہ مل کے سب — کب تک ہزار ہا سے لڑے ایک تشنہ لب
جاتا ہوں رن میں صبر کی طاقت نہیں ہے اب (۱۲۸) — تیغوں سے رُکتے ہوتا ہے عباسؑ، ہے غضب

زینبؑ ابھی اڑا جو پھریرا نشان کا
ہر جا لہو بھرا تھا مرے بھائی جان کا

اب یہ نہیں اُمید، کہ عباسؑ پھر کے آئے — بھیجوں کسے، جو شیر جواں کو مرے بچائے
شبیرؑ اپنے بھائی کی اُلفت کے صدقے جائے (۱۲۹) — پانی کے بدلے جان گئی، اُسکی ہائے ہائے

ہوگا نہ کم یہ داغ، اگر مر بھی جاؤں گا
بابا کو اب میں خلد میں کیا منہ دکھاؤں گا

سن کر یہ شور، پڑ گئی رانڈوں میں کھلبلی — زینبؑ کے تو کلیجے پہ گویا چھری چلی
(۱۳۰) مڑ کر سوئے "نجف" یہ پکاری وہ دل جلی — بھائی سے بھائی چھٹتا ہے فریاد، یا علیؑ

مرتا ہے اہلِ بیتؑ کا ساقی دُہائی ہے
یا شیرِ کبریا، دمِ مشکل کشائی ہے

Marsiya Marsiya
www.emarsiya.com

پھر کہہ کے "ہائے بھائی" جو حضرتؑ نے کی بکا
گھبرا کے نکلی زوجۂ عباسؑ باوفا
سر پیٹتی سکینہؑ بھی دوڑی برہنہ پا (۱۳۱)
کہتی تھی کیا ہوئے، ارے لوگو مرے چچا

جاؤں گی نہر تک، یہی اب دل میں ٹھن گئی
کیوں بابا جان کیا مرے سقّے پہ بن گئی

بیٹی سے رو کے کہنے لگے شاہؑ خوش خصال
اب پوچھتی ہو، پہلے نہ آیا تمہیں خیال
بی بی، بس اب ملیگا نہ تم کو علی کا لال (۱۳۲)
پانی کا اُن سے ہائے غضب کیوں کیا سوال

کس نے کہا تھا، کیوں انھیں مشکیزہ لا دیا
بی بی، تمہیں نے بھائی کو میرے گنوا دیا

تشنہ سے جونہی یہ اسنے سنا اُڑ گئے حواس
ننھے سے ہاتھ اٹھا کے پکاری بہ درد و یاس
للہ جلد آؤ چچا جان، میرے پاس (۱۳۳)
پانی نہ لاؤ۔ اب ہمیں مطلق نہیں ہے پیاس

عمو، ہمارے دل کو نہ رنج و ملال دو
یہ مشکیزہ بھر لیا ہو تو دریا میں ڈال دو

پچھتائی ہائے بھیج کے تم کو یہ نوحہ گر
ہوگا یہ سانحہ مجھے اس کی نہ تھی خبر
ہے ہے، تڑپ رہے ہیں زمیں پر مرے پدر (۱۳۴)
خیمے میں تہلکہ ہے، چچی پیٹتی ہیں سر

حال انکا دیکھ دیکھ کے گھبرائی جاتی ہوں
دریا پہ میں بھی برچھیاں کھانے کو آتی ہوں

عباسؑ نے سنی جو ترائی میں یہ صدا
اک چوٹ سی جگر پہ لگی، دل تڑپ گیا
چلائے، صدقے جائیے اس آواز کے چچا (۱۳۵)
بی بی، نہ آئیو، ہمیں گھیرے ہیں اشقیا

خون تن سے بہہ رہا ہے بہت زخم کھائے ہیں
چھاتی کے نیچے مشک تمہاری چھپائے ہیں

MarsiyaeMarsiya
www.marsiyaeMarsiya.com

گھیرے ہوئے ہیں نہر کو دو لاکھ بد صفات
بندے کی آبرو ہے اس آفت میں تیرے ہاتھ
جس طرح تو نے نوحؑ کو آفت میں دی نجات (۱۲۱)
مجھ پر بھی فضل کر یونہی اے ربِ پاک ذات

سقّے پہ، تشنہ لب پہ، بہشتی پہ رحم کر
پروردگار، پیاسوں کی کشتی پہ رحم کر

جب کر چکا دعا پسرِ ضیغمِ صمد
ہرنے پہ مشک رکھ کے چلا صورتِ اسد
پہنچا جو گھاٹ پر وہ بہشتی بہ جدّ و کد (۱۲۲)
سیفِ دو دم پکڑ کے کہا، یا علیؑ مدد

کس دبدبے سے رخ سوئے تیغ و تبر کیا
ڈھانپا سپر سے مشک کو، سینہ سپر کیا

ہلّہ ہوا ہزاروں کا تنہا پہ، ایک بار
جھپٹے سوئے یمیں، تو کبھی جانبِ یسار
مثلِ حصار، گرد تھے، حلقہ کئے سوار (۱۲۳)
برچھوں سے روکتے تھے جب اڑتا تھا راہوار

تیغا کیا تھا ظالموں نے، دور کو خیر کے
کیونکر نکلتے، لوہے کے دریا کو تیر کے

دیکھا اُدھر جو مڑ کے، تو برچھی لگی اِدھر
رخ اسطرف کیا، تو اُدھر چل گیا تبر
ناوک در آتے سینے میں، آگے بڑھے اگر (۱۲۴)
کھینچے جو تیر، پڑ گئی تلوار پشت پر

کس کس سے کرتے جنگ، عدوِ بیشمار تھے
ان کا تو ایک وار تھا، اُنکے ہزار تھے

جب مشک تاکتا تھا کوئی بانیِ ستم
چھاتی تلے چھپاتے تھے ہرنے پہ ہو کے خم
آتیں سپر پہ نیزوں کی نوکیں جو دم بہ دم (۱۲۵)
بچ بچ کے اُنکو تیغ سے کر دیتے تھے قلم

تن خون میں تر تھا، خشک دہن میں زبان تھی
آنکھیں لڑی تھیں مشک سے، پانی میں جان تھی

MarsiyaeMarsiya
www.marsiyae.com

ہوتا تھا سینہ توڑ کے جب کوئی تیر پار — کہتے تھے مشک بچ گئی، احسانِ کردگار
تیغوں میں "یا حفیظ" کے نعرے تھے بار بار (۱۲۶) — سینے پہ روکتے تھے اُپی برچھیوں کے وار

راحت تھے سب یہ دُکھ، دلِ بیتاب کیلئے
پانی کیا تھا اپنا لہو، آب کیلئے

یاں وہ دلیر جھیل رہا تھا لڑائی کو — واں کرب تھا فلک سے شہِ کربلائی کو
ہر دم پکارتے تھے، یہ زہرا کی جائی کو (۱۲۷) — گھیرا ہے ظالموں نے بہن، میرے بھائی کو

جھنکار میں سن رہا ہوں میں تیغوں کی دیر سے
تلوار چل رہی ہے ترائی میں شیر سے

نیزوں کے وار کرتے ہیں تنہا پہ مل کے سب — کب تک ہزار ہا سے لڑے ایک تشنہ لب
جاتا ہوں رن میں صبر کی طاقت نہیں ہے اب (۱۲۸) — تیغوں سے رُکتے ہوتا ہے عباسؑ، ہے غضب

زینبؑ ابھی اڑا جو پھریرا نشان کا
ہر جا لہو بھرا تھا مرے بھائی جان کا

اب یہ نہیں اُمید، کہ عباسؑ پھر کے آئے — بھیجوں کسے، جو شیر جواں کو مرے بچائے
شبیرؑ اپنے بھائی کی اُلفت کے صدقے جائے (۱۲۹) — پانی کے بدلے جان گئی، اُسکی ہائے ہائے

ہوگا نہ کم یہ داغ، اگر مر بھی جاؤں گا
بابا کو اب میں خلد میں کیا منہ دکھاؤں گا

سن کر یہ شور، پڑ گئی رانڈوں میں کھلبلی — زینبؑ کے تو کلیجے پہ گویا چھری چلی
(۱۳۰) مڑ کر سوئے "نجف" یہ پکاری وہ دل جلی — بھائی سے بھائی چھٹتا ہے فریاد، یا علیؑ

مرتا ہے اہلِ بیتؑ کا ساقی دُہائی ہے
یا شیرِ کبریا، دمِ مشکل کشائی ہے

Marsiya Marsiya
www.emarsiya.com

پھر کہہ کے "ہائے بھائی" جو حضرتؑ نے کی بکا
گھبرا کے نکلی زوجۂ عباسؑ باوفا
سر پیٹتی سکینہؑ بھی دوڑی برہنہ پا (۱۳۱)
کہتی تھی کیا ہوئے، ارے لوگو مرے چچا

جاؤں گی نہر تک، یہی اب دل میں ٹھن گئی
کیوں بابا جان کیا مرے سقّے پہ بن گئی

بیٹی سے رو کے کہنے لگے شاہؑ خوش خصال
اب پوچھتی ہو، پہلے نہ آیا تمہیں خیال
بی بی، بس اب ملیگا نہ تم کو علی کا لال (۱۳۲)
پانی کا اُن سے ہائے غضب کیوں کیا سوال

کس نے کہا تھا، کیوں انھیں مشکیزہ لا دیا
بی بی، تمہیں نے بھائی کو میرے گنوا دیا

تشنہ سے جونہی یہ اسنے سنا اُڑ گئے حواس
ننھے سے ہاتھ اٹھا کے پکاری بہ درد و یاس
للہ جلد آؤ چچا جان، میرے پاس (۱۳۳)
پانی نہ لاؤ۔ اب ہمیں مطلق نہیں ہے پیاس

عمو، ہمارے دل کو نہ رنج و ملال دو
یہ مشکیزہ بھر لیا ہو تو دریا میں ڈال دو

پچھتائی ہائے بھیج کے تم کو یہ نوحہ گر
ہوگا یہ سانحہ مجھے اس کی نہ تھی خبر
ہے ہے، تڑپ رہے ہیں زمیں پر مرے پدر (۱۳۴)
خیمے میں تہلکہ ہے، چچی پیٹتی ہیں سر

حال انکا دیکھ دیکھ کے گھبرائی جاتی ہوں
دریا پہ میں بھی برچھیاں کھانے کو آتی ہوں

عباسؑ نے سنی جو ترائی میں یہ صدا
اک چوٹ سی جگر پہ لگی، دل تڑپ گیا
چلائے، صدقے جائیے اس آواز کے چچا (۱۳۵)
بی بی، نہ آئیو، ہمیں گھیرے ہیں اشقیا

خون تن سے بہہ رہا ہے بہت زخم کھائے ہیں
چھاتی کے نیچے مشک تمہاری چھپائے ہیں

MarsiyaeMarsiya
www.marsiyaeMarsiya.com

گڑھتا ہے دل بکا نہ کرو ڈاڑھیں مار کے
مانگو دعائیں ننھی سی چادر اتار کے
(۱۳۶)
کرتے سے پونچھو اشک شہِ نامدار کے
کہدو نہ روئیں ہجر میں اس جاں نثار کے

ہے تین دن کی پیاس شہِ خوشخصال کو
آجائے غش کہیں نہ محمدؐ کے لال کو

دریا سے مشک بھر کے تو جلدی پھرے تھے ہم
پر کیا کریں کہ موت نہیں چھوڑتی قدم
(۱۳۷)
واللہ، اپنی جان کا مطلق نہیں ہے غم
بی بی تمہاری پیاس کا صدمہ ہے دم بدم

لب تشنہ، جیتے جی مرے، بنتِ حسینؑ ہو
پانی کسی طرح تمہیں پہونچے تو چین ہو

مڑ مڑ کے دے رہا تھا صدا یہ، وہ دلِ فگار
آیا عقب سے ابنِ طفیلِ ستم شعار
(۱۳۸)
مارا شقی نے شانے پہ تیغا جو آبدار
کٹ کر گرا دلیر کا بازو قضائے کار

تلوار چھٹ گئی تو پکارے ستم ہوا
ہیہات دستِ راست ہی پہلے قلم ہوا

دامن تلک قبا ہوئی ساری لہو میں تر
مشکیزہ بائیں ہاتھ میں تھامے رہے مگر
(۱۳۹)
پہلو سے دب کے دوسرے ظالم نے بیخطر
ماری جو تیغ وہ بھی گرا ہاتھ خاک پر

غصے سے شیر نے لبِ نازک چبا لیا
دانتوں سے جھک کے مشک کا تسمہ دبا لیا

سیدھے ہوئے تو سر پہ لگا گرزِ آہنیں
تیورا کے یا علیؑ جو کہا ہل گئی زمیں
(۱۴۰)
نیزے سے مشک چھید گیا اک عدوِ دیں
پانی بہا تو گر پڑے عباسِ مہ جبیں

چلائے، مشک لٹ گئی پیاسو تمکے نام کی
آقا، مدد کو آیئے اپنے غلام کی

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

سنتے ہی اس صدا کے لگا دل پہ تیرِ غم
بس سر کو پیٹتے ہوئے دوڑے شہِ امم
دامن تلک پھٹا تھا گریباں، کمر تھی خم (۱۴۱)
اور آنسوؤں سے چشمِ محاسن تمام نم
عریاں تھی تیغ دستِ مبارک میں شاہ کے
نعرے لبِ حسینؑ پہ تھے "وا اخاہ" کے

اُس وقت پہنچے لاش پہ شبیرؑ خوش صفات
جس وقت قطع ہوتا تھا واں رشتۂ حیات
دم توڑتے تھے حضرتِ عباسؑ نیکذات (۱۴۲)
بھائی سے شہ لپٹ گئے پھیلا کے دونوں ہاتھ
شانے کٹے جو پائے تو جی سنسنا گیا
ایسی اک آہ کی کہ فلک تھرا گیا

رونے سے شہ کے ہوش میں آیا علی کا لال
چاہا کہ دیکھیں آنکھوں سے شبیرؑ کا جمال
پتلی مگر ٹھہرتی نہ تھی، ضعف تھا کمال (۱۴۳)
حضرت پکارے بھائی میں قربان، کیا ہے حال
بولو تو کچھ، حسینؑ بہت بیقرار ہے
آہستہ عرض کی کہ دمِ اختصار ہے

مولا، سمٹ کے آیا ہے سینے میں اب تو دم
آنکھیں ملوں میں، آگے ذرا لائیے قدم
منہ رکھ کے منہ پہ بولے یہ حضرتؑ بچشمِ نم (۱۴۴)
بھیّا، تمہاری خون بھری آنکھوں کے صدقے ہم
اس کا نہیں خیال کہ ہونٹوں پہ جان ہے
اللہ، جان گنی میں بھی بھائی کا دھیان ہے

عباسؑ اب ہے زیست بہت ہم کو ناگوار
لیتے چلو ہمیں بھی تو جانیں تمہارا پیار
بازو قوی تھا تم سے، کمر تم سے اُستوار (۱۴۵)
کون اب ہمیں بچائے گا تیغوں سے بار بار
دردا، فلک نے کوہِ مصیبت گرا دیا
بھائی تمہارے غم نے کلیجہ ہلا دیا

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com

ماتم سے کچھ علیؑ کے یہ ماتم نہیں ہے کم — سر ننگے نکلی آتی ہے زینبؑ اسیرِ غم
عاشق تمہاری بالی سکینہؑ بچشمِ نم (۱۴۶) — منہ اپنا پیٹ پیٹ کے روتی ہے دم بدم

صدمہ ہوا یہ سن کے دلِ دردناک پر
مچھلی سے لوٹنے لگے عباسؑ خاک پر

شبیرؑ نے لپٹ کے سنبھالا یہ تھرتھرائے — اتنا کہا کہ ہائے سکینہؑ کی پیاس ہائے
دم رک گیا تو پھر نہ سخن کچھ زباں پہ لائے (۱۴۷) — آنکھیں پھرا دیں، ماتھے پہ قطرے عرق کے آئے

خشکیدہ ہونٹ کھل گئے، منہ زرد ہو گیا
دو چار ہچکیوں میں بدن سرد ہو گیا

چھاتی پہ ہاتھ مار کے تڑپے جو واں حسینؑ — نکلی لحد سے فاطمہؑ کرتی ہوئی یہ بین
ہے ہے جہاں سے اٹھ گیا حیدرؑ کا نورِ عین (۱۴۸) — کیونکر اب آئیگا مرے بچے کے دل کو چین

غم خوار کوچ کر گیا زہراؑ کے لال کا
ہے ہے جوان مر گیا انتیس سال کا

تنہا ہوا امامِ اُمم وامصیبتا — لوٹے گئے نبیؐ کے حرم وامصیبتا
بازو ہوئے جری کے قلم وامصیبتا (۱۴۹) — کون اب اٹھائے گا یہ علم وامصیبتا

آئی خزاں چمن میں شہِ مشرقین کے
اب کس سے پانی مانگیں گے بچے حسینؑ کے

مادر کے اس بیان پہ روئے شہِ زمن — بس اے انیسؔ آگے نہیں طاقتِ سخن
کر یہ دعا خدا سے کہ اے ربِّ ذوالمنن (۱۵۰) — بہرِ رسولؐ و حیدرؑ و زہراؑ پئے حسنؑ

محشر میں اس غلام کا آقا کا ساتھ ہو
دامن امامِ دیں کا ہو اور میرا ہاتھ ہو

(تمام شد)

MarsiyaeMarsiya
www.emarsiya.com